آگے ہے۔ اس کی ثقافتی جنگ جاری ہے۔ بھارتی سفارت خانوں، ٹیلی ویژن کے ذریعے جس طرح کی جارہی ہے۔ ہمارے نام نہاد ادیبوں اور دانشوروں اور فنکاروں کو بھارتی سفارت خانوں میں نوازا جاتا ہے۔ لادینیت پسند بھارت نے اگر بھرپور قسم کے ثقافتی طائفے بھیجے تو جواب میں کیا میاں کے طائفے وہاں تبلیغ اسلام کریں گے۔

نشانِ عبرت ہے کہ اس معاہدے کے ساتھ ہی ہمارے ذرائع ابلاغ نے عربی کا بلیٹن ختم کر کے ہندی کا شروع کر دیا ہے۔

بس یہاں ایک مثال بھارت کی ثقافتی اثراندازی کی۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ پاکستان میں پچھلے دنوں ہندوستان کا ایک سفرنامہ "مندر میں محراب" کے عنوان سے شائع ہوا[1]۔ مصنف نے ایک منظم منصوبے کے مطابق یہ بات پھیلا دی ہے کہ اس میں اندرا گاندھی کی مخالفت کی گئی ہے۔ میں نے یہ کتاب پڑھی تو حیرت زدہ رہ گیا۔ مندر میں محراب کے مصنف تو اندرا گاندھی کو سیاسی ہیرو بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی قومی غیرت ہی کا بلیدان نہیں دیا بلکہ مذہبی عقائد پر بھی ضرب لگائی ہے، اور اہانتِ اقبال سے بھی گریز نہیں کیا۔ (تکبیر ۸ دسمبر ۱۹۸۹ء ص ۴۰)

اب چند متفرق اطلاعات۔

کراچی کی ایک تقریب میں معزز و معروف شخصیت جناب رشید چودھری کو پارٹی کے پروانوں نے زدوکوب کیا۔ اس واقعہ پر افراد اور اداروں کی طرف سے شدید ردِ عمل سامنے آرہا ہے۔

دھمکیاں دینے کا عمل بھی شروع ہو گیا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ اگر وفاقی حکومت کی مخالفت ختم نہ کی گئی تو ملک بھر میں دہشت گردی کا طوفان اٹھا دیا جائے گا۔

ایک دھمکی ایک ذمہ دار شخصیت نے یہ دی ہے کہ عنقریب اسلامی جمعیت طلبہ کا نام و نشان پنجاب

---

[1] واضح رہے کہ ترجمان القرآن کسی ادبی دھڑے بندی سے تعلق نہیں رکھتا۔ ایک حوالہ سامنے آیا وہ پیش خدمت ہے۔

یونیورسٹی سے ختم کر دیا جائے گا۔

بھٹو صاحب کی تصویر کو پہلے قائد اعظمؒ کی تصویر کی جگہ لانے کا پروگرام تھا، پھر ساتھ ساتھ رکھنے کا پروگرام بنا اور اب کرنسی نوٹوں پر قائد اعظمؒ کی تصویر کے بجائے بھٹو صاحب کی تصویر چھاپی جائے گی تاکہ اس کا اثر عوام اور خصوصاً آئندہ نسلوں پر ڈالا جا سکے۔ خیال رہے کہ سابق صدر شہید نے نہ کرنسی نوٹوں پر اپنی تصاویر چھپوانے کا اقدام کیا اور نہ یہ خواہش تک کبھی پیدا ہوئی کہ قائد اعظم کی طرح ان کی تصویر کو بھی مقام ملنا چاہیے۔

بیگم ضیاء الحق نے موجودہ حکومت کی طرف سے منظور کردہ خصوصی مراعات کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ معلوم نہیں یہ اخباری خبر کہاں تک درست ہے۔

حضرات گذشتہ اوراق میں ہم نے لادینیت کے عساکر کی پیش قدمی کو آپ کے سامنے پوری طرح واضح کر دیا ہے۔ اگرچہ لٹریچر، تعلیم، ذرائع ابلاغ وغیرہ کے پہلوؤں سے جائزہ لینا ممکن نہ تھا۔ اب آپ اپنا مقام بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کام کرنے میں مشکلات ضرور حائل ہوئیں لیکن دینی طبقوں کی اپنی کوتاہیاں بھی ہیں۔ ان کو خود احتسابی کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور پھر نیا نقشۂ جنگ مرتب کرنا چاہیے اس سلسلے میں گذارشات انشاء اللہ تعالیٰ اگلی دفعہ!

یہ تحریر مایوس ہو جانے والوں کے لیے نہیں ہے، بلکہ جذبۂ تازہ کے ساتھ کام کرنے والوں کے لیے ہے

(باقی)